مولانا عبید اللہ عفیف قسط نمبر (۲)

مسئلہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

دلیل ثالث :

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ط (سورہ نساء، آیت : ۱۵۹)

اور اہل کتاب (کے جتنے فرقے ہیں) اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لائیں گے، اس (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

جیسا کہ آیت ۱۵۷، ۱۵۸ کی رُو سے یہود کے دعویٰ قتل مسیح اور نصاریٰ کے دعویٰ مصلوب مسیح کی پرزور تردید کردی گئی ہے اور "وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ" کی خفیہ تدبیر کے ذریعے حضرت مسیح ناصری ؑ کو بجسد عنصری اور بحفاظت تام زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ہے تو پھر یہاں ایک مشکل ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں تو پھر کیا وہ آسمانوں پر ہی وفات پائیں گے؟

اس وزنی اور مشکل ترین سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے آیۂ مذکورہ میں دیا ہے اور یہ واضح اعلان کر دیا ہے کہ ابھی ان کو طبعی موت نہیں آئی بلکہ ان کی موت سے قبل اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا مقدر ہو چکا ہے، اس لئے یقیناً حضرت مسیح السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور یوں اللہ تعالیٰ کی وہ خفیہ تدبیر بھی آشکارا ہو جائے گی جس کا ذکر آیۂ مذکور میں کیا گیا ہے۔ اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب اپنے جسم کے ساتھ دنیا پر تشریف لائے ہیں تو یقیناً جسم کے ساتھ ہی اٹھائے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ جب حضرت عیسیٰ (علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) کے نزول

کی حدیث بیان فرماتے تو یہ بھی کہتے کہ یہ پیش گوئی حدیث کے علاوہ قرآن میں بھی ہے اور اپنے مؤقف کی تائید میں یہی آیت قرآنی پڑھ کر سناتے۔

اب یہ نکتہ بالکل سمجھ میں آ جاتا ہے کہ حدیثوں میں نزول مسیح علیہ السلام کے بار بار اعلان فرمانے پر آغاز ورکیوں دیا گیا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ رفع جسمانی چونکہ عام انسانوں کی سنت نہیں تھا۔ اس لئے اس کو سمجھانے کے لئے نزولِ عیسیٰؑ کی حقیقت ذہنوں میں بٹھانی ضروری سمجھی گئی کہ حضرت عیسیٰؑ کی ابھی وفات نہیں ہوئی اور ابھی ان کو آسمانوں سے اترنا ہے اور تفویض شدہ فرائض جلیلہ ادا کرنے ہیں۔ مثلاً اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا، ایمان کے غارت گر دجال کو قتل کرنا، زمین کو شر و فساد سے پاک کرنا وغیرہ۔ پھر آپ طبعی موت پاکر خاتم انبیاءؐ کے پہلوئے اطہر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان دفن ہوں گے۔ یہ ہے قرآن کا دو ٹوک فیصلہ۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا دعویٰ کرنا ٹھیک ٹھیک یہود کی اتباع اور ان کے نام نہاد دعوے کی تصدیق اور ان کی پھانسی کی موت کو مان لینا عیسائیوں کی کلی موافقت اور خلافِ واقعہ مؤقف کی ناکام تائید ہے۔

اعتراض:-

"لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ" میں "بِهٖ" کی ضمیر کا مرجع ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الجواب:

یہ بات کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ آیات کے سیاق و سباق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے معتمد علیہ مفسر امام ابن جریر محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

هذا الاقوال بالصحة القول الاول وهو انه لا يبقى احد من اهل الكتاب بعد نزول عيسى الا امن به قبل موت عيسى (تفسیر ابن کثیر ص۵۷۷ ج۱ سورۃ نساء، فتح القدیر۔ ص۵۴۹ ج۱)

یعنی مفسر ابن کثیر اور مفسر شوکانی نے امام ابن جریر کے اس فیصلے کی پر زور تائید فرمائی ہے کہ "بہ" کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اعتراض:

اہل اسلام کا دعویٰ ہے کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور یہ بات کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ کچھ اہل کتاب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے مر جائیں گے اور کچھ ان کے

نزول کے وقت قتل ہو جائینگے ۔

الجواب :

اس آیت مقدسہ میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان پر ایمان لائیں گے ۔کیونکہ اس آیت میں "لَيُؤْمِنَنَّ" ، مؤکد بہ نون ثقیلہ مضارع معروف کا صیغہ ہے جو کہ گرامر عربی کے مطابق مستقبل کے لئے خاص ہے ۔چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں :

"وان من اهل الکتاب احد الا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون ملة واحدة وهى ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح " (ارشاد السارى، شرح صحيح بخارى ص۱۵، ص ۵۱۹، ج ۵)

یعنی اہل کتاب سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت موجود ہوں گے اور مسلمان ہو کر ملت اسلامیہ میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے بسند صحیح مروی ہے ۔

جواب۲ :

امت مرزائیہ کا خلیفہ اول نور دین لکھتا ہے :

"نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس (عیسےٰ) کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر اس کے گواہ" (فصل الخطاب ، ص ۸۰ ، ج ۲)

جواب۳ :

خود مرزا صاحب لکھتے ہیں :

"کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائیگا. دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی ہے بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے ۔" (الحق ، دہلی ص۳۲ بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک)

اعتراض:

حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں "قبل موتہ" کی جگہ "قبل موتہم" ہے۔ یعنی ضمیر کا مرجع یہود و نصاریٰ ہیں، حضرت مسیح مراد نہیں ہیں۔

الجواب:

امام ابن جریر نے اس قرأت کو شاذ قرار دیا ہے اور اس کو مرجوح بتلایا ہے۔ امام ابن کثیر نے امام ابن جریر کے فیصلے کی پرزور تائید کی ہے، الفاظ یہ ہیں:

"ولاشك ان هذا الذی قاله ابن جریر هو الصحیح لانه المقصود من سیاق الآی فی تقریر ما ادعته الیهود من قتل عیسیٰ وصلبه وتسلیم من سلم لهم من النصاریٰ الجهلة فاخبر الله انه لم یکن الامر کذلك" (ابن کثیر ص ۵۷۶، ج۱)

کہ ابن جریر کا فیصلہ بالکل صحیح ہے کیونکہ سیاق آیات الہٰی سے یہی مقصود ہے کہ یہودیوں کے دعویٰ قتل اور پھانسی کی موت کا رد کرتے ہوئے ان جاہل عیسائیوں کے نظریئے کو غلط قرار دیا جائے جنہوں نے محض تقلید اً یہودیوں کے غلط مؤقف کو تسلیم کر لیا ہے۔"

جواب ۲:

یہ قرأت شاذ ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب سے بعض شاذ قرأتیں منقول ہیں چنانچہ ان کی ایسی قرأتوں کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فیصلہ سنیئے:

"قال عمر ابیّ اقرأنا وانا لندع من لحن ابی" (بخاری ص ۶۴۴، ج۲، پ ۱۸ باب القراء)

اعتراض:

"قبل موتہم" کی قرأت حضرت ابن عباسؓ کی طرف بھی منسوب ہے۔

الجواب:

یہ نسبت نرا جھوٹ ہے کیونکہ اس سند میں دو سخت مجروح راوی ہیں، خصیف بن عبدالرحمٰن اور عتاب بن بشیر۔ حافظ ابن حجر خصیف کا چوکھٹا یوں پیش کرتے ہیں:

"سیئ الحفظ خلط بآخرہ رمی بالارجاء" (تقریب ص ۱۴۲)

خراب حافظہ کے ساتھ ساتھ اس پر مرجیہ ہونے کی بھی تہمت ہے:

"قال ابوحاتم تکلم فی سوء حفظه وضعفه احمد وایضاً تکلم فی الارجاء وقال

عثمان بن عبد الرحمٰن رأیت علی خصیف ثیابا سودا کان علی بیت المال" (میزان الاعتدال ص۵۳، ج۱)

کمزور حافظہ والا، ضعیف، مرجئہ اور بیت المال کا چور تھا۔

اور عتاب بن بشیر کے متعلق امام نسائی فرماتے ہیں:

"لیس بذاک فی الحدیث وقال ابن المدینی کان اصحابنا یضعفونہ وقال علی ضربنا علی حدیثہ" (میزان الاعتدال، ص۲۲، ج۳)

کہ حدیث میں قابل اعتماد نہیں، بقول ابن المدینی ضعیف اور متروک الحدیث ہیں — راقم کے نزدیک مختلف فیہ راوی ہے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے کہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا" (ازالہ اوہام ص۱۵۳، ط۱، ص۳۷۲ ط۲)

ملاحظہ فرمایا آپ نے، ترجمہ اگرچہ مخصوص مفاد کے تحت بگاڑ دیا گیا ہے مگر پھر بھی "موتہ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف موڑ دی گئی ہے۔ اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

ضروری گزارش

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

۱۔ مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط لکھیں،

۲۔ عربی عبارتوں کے اعراب ضرور دیں۔

۳۔ آیاتِ قرآن مجید کے مکمل حوالہ جات، نام سورہ، رکوع اور آیت نمبر ضرور دیں اور علاماتِ وقف لازماً تحریر فرمائیں۔ شکریہ!

(ادارہ)